تلمیح: بنیادی مباحث

ڈاکٹر صفیر صدف
اسسٹنٹ پروفیسر اردو
فیڈرل گورنمنٹ کالج، لاہور کینٹ

ALLITERATION: FUNDAMTAL DISCUSSIONS

Safeer Sadaf, PhD
Lecturer in Urdu
Federal Govt. College Cantt, Lahore

Abstract

Allah Almighty is the only One and the only Sovereign and the only Creator and the Owner as per Islamic point of view. He has sent one twenty four hundred thousand messengers with certain miracles and books for human guidance. The last book, Holy Qur'an, was revealed upon Prophet Muhammad (S.A.W). The Holy Qur'an adopts easy mode of address to make humanity understand its message. It narrates anecdotes of past nations for guidance purposes. These very anecdotes are termed as Talmehaat. They are found in the Qur'an in good number. Urdu poets freely employ these Talmehaat in their verse. The article is a study of poetic usage of the Qur'anic Talmehaat.

Keywords:
The Holy Qur'an, Ancient nation and civilizations, Qur'anic stories, Human guidance Prophets, Urdu poetry

اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے ۔وہی حاکم اعلیٰ اور مالک وخالق ہے ۔آدمؑ دنیا کے پہلے انسان اور نبی تھے ۔مشہور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا مبعوث فرمائے، جو دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے رہے ۔اپنے ان منتخب بندوں کو پروردگار نے معجزات، صحائف اور بعض کو الہامی کتب عطا فرمائیں ۔ ''قصص الانبیا'' اور ''قصص القرآن'' جیسی کتب میں ان کا تفصیلی بیان ہے ۔

قرآن مجید جابجا اپنے مخاطبین کو بات سمجھانے اور دل کی گہرائیوں تک اتار دینے کے لیے آسان اور سادہ پیرایہ اختیار کرتا ہے ۔وہ اقوامِ زمانہ قدیم کی تاریخ سے مثالیں دے کر راہِ ہدایت دیتا ہے ۔وہ قوموں کے عروج و زوال کی داستان سنا کر ان کے عروج کے اسباب اور زوال کے وجوہ پر روشنی ڈالتا ہے ۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ غور و فکر کریں ۔'' (۱)

انسان مزاجاً قصہ گو ہے اور حکایاتی انداز کو زیادہ پسند کرتا ہے ۔کہانی کہنا اور کہانی سننا اُس کی سرشت میں داخل ہے ۔وہ کہانی میں نہ صرف یہ کہ زیادہ دل چسپی لیتا ہے بلکہ اس سے نصیحت بھی زیادہ پکڑتا ہے ۔یہی تاریخی کردار، حکایات اور واقعات تلمیح کے زمرے میں آتے ہیں ۔اردو ادب میں ان تلمیحات کی ایک وسیع دنیا آباد ہے جن کا بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلق قصص القرآن سے ہے ۔اردو شاعری کا اپنی تہذیب اور تاریخ سے مضبوط رشتہ استوار ہے اس لیے اردو شاعری کا دامن قرآنی تلمیحات سے معمور ہے ۔مولوی نجم الغنی رام پوری تلمیح کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''شاعر اپنے کلام میں کسی مسئلہ مشہور یا کسی قصے یا مثل شائع یا اصطلاح نجوم وغیرہ، کسی ایسی بات کی طرف اشارہ کرے جس کے بغیر معلوم ہوئے اور بے سمجھے اس کلام کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں نہ آئے ۔'' (۲)

اس تعریف کی رو سے تلمیح کا دائرہ کار بہت وسیع ہو جاتا ہے ۔اردو شاعری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے متعدد واقعات ہیں جنھیں شعرا نے تلمیح میں ملفوف کر کے قاری تک پہنچایا اور ان میں سے بعض قرآن مجید سے ماخوذ ہیں ۔تلمیح کے فنی حربے سے قصے کی طوالت محض علامت میں سمٹ آتی ہے مگر اس کرشمے کے لیے ضروری ہے کہ شاعر اور قاری نہ صرف ذہین ہوں بلکہ ان کا مشاہدہ اور مطالعہ بھی وسیع اور عمیق ہو ۔

قصص القرآن کو مختلف شاعروں نے تلمیح میں ملفوف کر کے بیان کیا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ فرقان میں ماضی کی کہانیوں کو ہماری اصلاح، تربیت، تلقین اور عبرت کے لیے بیان کیا ہے اور ان کے پھیلانے کا حکم دیا ہے تاکہ لوگ سوچ بچار کریں ۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ضد تخلیق کی جیسے روشنی کی ضد اندھیرا اور خیر کی ضد شر، مقصد یہ تھا کہ انسان اس تقابل سے اپنے لیے راہِ راست اختیار کر سکے ۔خود اپنی ذات کی پہچان کے لیے پروردگار نے

''آیات بیّنات'' نازل کیں۔شعرانے انھی کرداروں اور واقعات کو زمانہ جدید کی صورتِ حال پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی دنیائے شعر کی بنیاد اسی دینِ حنیف کی مختلف روایات پر رکھی ہے۔متعدد شعرانے آیاتِ ربانی یا آیاتِ قرآنی کے مختلف ٹکڑوں کو شاعری کا حصہ بنایا ہے۔

خیر کثیر اعزازِ پیمبرؐ
فرماتا ہے معطی اکبر
انـا اعـطـيـنـك الـكـوثـر (۳)

عرض مقامات وہ ذات عظیم
بسـم الـلّٰـه الـرحـمـن الـرحـيـم (۴)

كـل شـي هالك جز وجه رب العالمين
ذات حق باقی ہے اور سب کا مقدر ہے فنا (۵)

اسی آواز میں اک اور بھی گونجا اعلان
کـل مـن عـلـيـهـا فـان (۶)

مندرجہ بالا اشعار میں آیاتِ قرآنی کو بڑے سلیقے سے بیان کیا گیا ہے۔اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ قرآنی سورتوں کے نام بھی متعدد شعرا کی شاعری کا حصہ بنے ہیں۔مثلاً ن۔م۔راشد کے ہاں ''سورہ سبا'' کا تذکرہ ہے۔

سبا ویراں، سبا آسیب کا مسکن
سبا آلام کا انبارِ بے پایاں (۷)

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سبا جنوبی عرب کی ایک بڑی قوم کا نام ہے جو چند بڑے بڑے قبائل پر مشتمل تھی۔قرآن مجید میں سورہ سبا میں قوم سبا کا تفصیل سے ذکر آیا ہے۔قوم سبا کی عظمت و جاہ و جلال کے قصے قرآن مجید میں کئی مواقع پر بیان ہوئے ہیں۔لیکن راشد نے اپنی نظم میں ملک سبا کا تذکرہ عصر حاضر کی مٹتی ہوئی تہذیبی حالت اور عصری افسردگی کے پس منظر میں کیا ہے۔جس سے پوری نظم کا تاثر غم آگیں ہو گیا ہے۔اس نظم میں مٹتی ہوئی تہذیب اور ختم ہوتا ہوا تمدن جس ویرانی کے متقاضی ہوتے ہیں نظم کی مجموعی فضا اُسے نہایت عمدگی سے بیان کرتی ہے۔اس کے برعکس صوفی غلام مصطفےٰ تبسم کے ہاں سورہ الم نشرح کا تذکرہ اس کے حقیقی معنوں میں کیا گیا ہے۔

وہ جس کے علم کی تفسیر الم نشرح لك صدرك
وہ جس کے اوج کی تعبیر سبحان الذی اسریٰ (۸)

اس سورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ حسنہ کے بیان کے بعد فرمایا گیا، کیا ہم نے آپ کا سینہ پوری طرح نہیں کھول دیا۔ مزید فرمایا ہے کہ دائمی صداقت یاد رکھو کہ مشکل کے بعد آسانی پیدا ہوتی ہے۔

مرے ہاتھ میں کسی قاعدے کی کلید ہو، جو ترے الف لام میم کے
سرد آسمانوں کے بھید کو (۹)

اختر حسین نے اپنی نظم میں ''الف لام میم'' کے حروف مقطعات کا بیان کیا ہے۔ یہ حروف قرآن مجید میں پارہ۱ سورہ البقرہ۲، پارہ۳ سورہ ال عمران۳، پارہ۲۰ سورہ العنکبوت۲۹، پارہ۲۱ سورہ الروم۳۰، پارہ۲۱ سورہ لقمان۳۱، پارہ۲۱ سورہ السجدہ۳۲ میں سورہ کے آغاز میں بیان ہوئے ہیں۔ حروف مقطعات کے حوالے سے مفسرین نے طویل بحثیں کی ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے:

> ''الم اور اسی قسم کے حروف جو مختلف سورتوں کے شروع میں آئے ہیں مقطعات کہلاتے ہیں۔ یہ حروف الگ الگ بولے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر حرف ایک لفظ کا قائم مقام ہوتا ہے۔ مثلاً آلم میں الف انا کا قائم مقام ہے اور لام اللہ کا قائم مقام ہے اور میم اعلم کا۔ گویا آلم کے تینوں حروف مل کر انا اللہ اعلم کے معنی دیتے ہیں یعنی میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ ان حروف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی طرف اختصاراً اشارہ ہوتا ہے جو اس سورہ میں بیان ہوتی ہیں جس کے ابتدا میں یہ حروف لائے جاتے ہیں۔'' (۱۰)

حضرت آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا مبعوث ہوئے جو اللہ کے احکامات اپنی قوم تک پہنچاتے رہے۔ قرآن مجید میں ان میں سے چند انبیاء کرام کا تذکرہ ملتا ہے۔ اردو شاعری میں شعرا نے ان انبیاء کرام اور ان کے ساتھ منسلک واقعات کو تلمیحاتی انداز میں اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔ حضرت آدمؑ کا ذکر ان کے ساتھ حضرت حواؑ اور ان کے جنت سے نکالے جانے کے واقعات کے ساتھ منسوب ہے۔ ذیل کے شعر میں اس پورے واقعہ کا بیان نہایت اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے:

کیا تھا خلد میں ابلیس نے گمراہ آدم کو
اب آدم زاد کو گمراہ آدم زاد کرتا ہے (۱۱)

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ وابستہ واقعہ میں نمرود، آتشِ نمرود، بت شکنی، حضرت اسماعیلؑ کی قربانی، حضرت ہاجرہؓ کے طواف کعبہ کو اردو شعرا نہایت عقیدت کے ساتھ اپنی شاعری میں بیان کرتے ہیں:

جتنے تراشیدہ پیکر تھے براہیم نے توڑ دیے
ثروت اس بت خانۂ شب میں آنکھ لگی جو آذر کی (۱۲)

اسی طرح حضرت نوحؑ ،حضرت اسماعیلؑ ،حضرت موسیٰؑ ،حضرت ہارونؑ ،حضرت عیسیٰؑ کا تذکرہ بھی ہمیں اردو شاعری میں ملتا ہے۔حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے واقعات کو شعرا نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور خاص طور پر حضرت عیسیٰؑ ،ابن مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ وابستہ معجزات کو متعدد شعرا نے عصری صورتِ حال کے پس منظر میں بھی بیان کیا ہے:

یہ جفائے غم کا چارہ، وہ نجات دل کا عالم
ترا حسن دستِ عیسیٰ، تری یاد روئے مریمؑ (۱۳)

حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے ساتھ منسلک واقعات کی تراکیب برادرانِ یوسف، چاہِ یوسف، چاکِ یوسف، اپنے خاص پس منظر میں اردو شاعری کا حصہ بنی ہیں۔علاوہ ازیں قرآن مجید میں مذکور اللہ کے مقرب فرشتوں کا بیان بھی ہماری شاعری کا حصہ ہے جن میں حضرت جبرائیلؑ ،حضرت اسرافیلؑ ،حضرت میکائیل ،حضرت عزرائیلؑ ،کراماً کاتبین اور منکر نکیر کے نام زیادہ تواتر کے ساتھ اردو شاعری میں نظر آتے ہیں۔

اردو نظم ہو یا غزل یہ تو طے ہے کہ جدید دور کے متنوع اور ہنگامہ پرور واقعات کا ان اصناف نے لازمی اثر قبول کیا ہے۔غزل اپنی مخصوص ہیت کے ساتھ موضوعات کا تنوع لے کر آئی جب کہ نظم نے موضوعاتی اور ہیتی حوالے سے اردو ادب کو انفرادیت اور وسعت عطا کی ہے۔جدید شعرا نے انفرادیت سے سماجی مسائل اور تہذیبی تلمیحات کو شاعری کا حصہ بنایا۔اس طرح تلمیحات کا بہت منفرد اور وقیع سرمایہ اردو شاعری کے حصے میں آیا اور موضوعات کی وسعت نے ہیتی تجربات کے ساتھ مل کر ایسی دنیا سے روشناس کرایا جو اس سے پہلے بالخصوص اردو نظم کا حصہ نہیں تھی۔ان شعرا کے ہاں تاریخی حوالے جدت اور انفرادیت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں جیسے فرشتہ اسرافیلؑ جن کے بارے میں اسلامی روایات میں ہے کہ وہ اس امر پر مامور ہیں کہ روزِ قیامت دوبار صور پھونکیں گے۔پہلے صور کی ہیبت ناک آواز سے تمام مخلوق مر جائے گی اور دوسرے صور کی آواز سے تمام لوگ زندہ ہو جائیں گے۔(۱۴)

مرگِ اسرافیل پر آنسو بہاؤ
وہ خداؤں کا مقرب، وہ خداوندِ کلام
صوتِ انسانی کی روحِ جاوداں (اسرافیل کی موت)(۱۵)

راشد کی نظم ''اسرافیل کی موت'' کا تلازمہ عام روایت سے مختلف ہے۔وہ مرگِ اسرافیل کا نوحہ سنا رہے ہیں۔سب کی موت کا اعلان تو اسرافیل کریں گے لیکن مرگِ اسرافیل کا اعلان کون کرے گا۔

''راشد کی نظم ''اسرافیل کی موت'' ایک خوب صورت علامتی نظم ہے۔یہ نئے آدمی کی طرف سے
ایک زبردست احتجاج ہے۔''(۱۶)

اسی طرح راشد نے اپنی نظم ''سبا ویران'' میں ایسے ملک کی ویرانی دکھائی ہے جو اپنی شان و شوکت اور عظمت پر مغرور تھا۔اس میں ملکہ سبا، حضرت سلیمانؑ، ملک سبا، سب پریشان حال ہیں۔ڈاکٹر عارفہ شہزاد لکھتی ہیں:

''سلیمان کا کردار، زوال زدہ تہذیب کے نمائندہ ایسے شخص کے طور پر سامنے آتا ہے جو ''سبا'' کی
ویرانی پر ''سر بہ زانو'' پریشان بیٹھا ہے۔'' (۱۷)

ن۔م۔راشد کی طرح ساحر لدھیانوی بھی حضرت حواؑ اور حضرت مریمؑ کے حوالے سے جدید تہذیب کا نوحہ سنا رہے ہیں۔بنت حوا، حوا کی بیٹی، ایسی تراکیب میں شعرا نے جدید دور کے مسائل کا بیان کیا ہے:

زمیں نے کیا اسی کارن اناج اگلا تھا؟
کہ نہیں آدم و حوا بلک بلک کے مرے (بنگال) (۱۸)

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی (۱۹)

قرآن مجید میں من وسلویٰ کا ذکر ہے کہ یہ غذا بنی اسرائیل کے لیے خدا نے اس وقت مہیا کی جب وہ ایلیم اور سینا کے درمیان دشت سین میں تھے اور ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں رہا تھا۔یہ غذا اس وقت تک بنی اسرائیل کو ملتی رہی جب تک وہ اریحا کے سامنے نہیں پہنچ گئے۔جدید شعرا نے اپنی شاعری میں اس تلمیح کو نئے مفاہیم پہنائے ہیں۔اس حوالے سے خاص طور پر راشد کی نظم ''من و سلویٰ'' دیکھی جا سکتی ہے۔اس نظم کو پرت اندر پرت کھولتے جائیں تو ہمیں شعری امیجری کی اعلیٰ ترین مثالیں ملتی ہیں۔

اسی طرح کئی اور شعرا کے ہاں بھی اس تلمیح کو منفرد انداز میں بیان کیا گیا ہے:

من و سلویٰ کا زمانہ جا چکا
بھوک اور آفات کی باتیں کریں (کچھ باتیں) (۲۰)

من و سلویٰ کے لیے دامن کشا
قحط خوردہ زار و بیمار حزیں (پیغام بر) (۲۱)

کوہِ طور کی تلمیح اردو شاعری کا محبوب موضوع رہی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر آگ نظر آتی ہے اور جب وہ اس روشنی کی طرف جاتے ہیں تو وہ خدا کا پیغام ہوتی ہے۔کوہِ طور ہی پر چالیس راتوں تک خدا کی عبادت کرتے ہیں اور پھر تجلیٔ خدا سے طورِ سینا ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔اردو شعرا کے ہاں اس تلمیح کے استعمال میں بھی جدت اور انوکھا پن نظر آتا ہے:

یخ بستہ ہو رہے ہیں سبھی اہلِ کارواں
ہے کوئی لائے آگ جو اب کوہِ طور سے (۲۲)

شیر افضل جعفری نے تجلّی طور کو ایک انوکھے انداز سے پیش کیا ہے۔ان کو جھنگ سے محبت تھی۔ ساری عمر جھنگ ہی میں گزار دی۔وہ یہیں خدا کی تجلّی کی بھی خواہش رکھتے تھے:

اے مکین عرش و کرسی اے حسین طورِ سینا
کبھی جھنگ رنگ ٹیلوں کی طرف بھی ایک پھیرا (۲۳)

اردو شاعری میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے سے تلمیحات اپنے مخصوص پس منظر میں بھی بیان ہوتی نظر آتی ہیں۔چاہِ یوسف، چاکِ یوسف، بازارِ مصر:

پھر بیچ دیجیے اسے بازارِ مصر میں
یوسف کو پہلے چاہ سے باہر نکالیے (۲۴)

برادرانِ یوسف کی تلمیح اردو شاعری میں بھائیوں کی طرف سے ملنے والے دھوکے اور دغابازی کی علامت ہے جو اس بات کی عکاس ہے کہ عہدِ جدید میں انسانی رشتوں پر مادی ضرورتوں کو غلبہ حاصل ہے:

لہو سے اپنے تو انسان ہو گا مخلص ہی
وہ اس خیال سے یوسف کو بھائی دیتا ہے (۲۵)

کوئی بھی دشمن جاں ہو مجھے قبول مگر
میں اپنے مصر کا یوسف ہوں مجھ کو بھائی نہ دے (۲۶)

شاعری اپنے عہد کی عکاس ہوتی ہے اور عظیم شاعری وہ ہوتی ہے جو مذہبی، تہذیبی، معاشرتی اور عمرانی نظریات سے جڑی ہوئی ہو۔اردو شاعری میں اسلامی روایات کی ایک وسیع اور مستحکم دنیا آباد ہے جس سے شاعر اپنے قاری کی توجہ ماضی کے لازوال واقعات، بے مثال وارفع اقدار، انسانی تاریخ کے عبرت انگیز واقعات اور خود واقعے کی اہمیت وعظمت کی طرف مبذول کرانے کا متمنی نظر آتا ہے۔اردو شاعری میں حمد، نعت، منقبت اور مرثیہ ایسی اصناف ہیں جن کا دامن تلمیحات سے معمور ہے۔شعرا نے تلمیحات کو شاعری میں بیان کر کے اس میں رمز یہ رنگ پیدا کیا ہے۔الغرض تلمیحات کے استعمال سے نہ صرف اردو شاعری کی لفظیات میں اضافہ ہوا ہے بلکہ اس میں فکری سطح پر گہرائی اور وسعت بھی پیدا ہوئی ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ضیاالقرآن، جلد پنجم۔لاہور:ضیاالقرآن پبلی کیشنز،۱۴۰۰ھ،ص۱۸۴

(۲) مولوی سید نجم الغنی رام پوری۔بحر الفصاحت، جلد ششم و ہفتم۔لاہور:مجلس ترقی ادب،۲۰۰۷ء،ص۳۱۱

(۳) حفیظ تائب۔کلیاتِ حفیظ تائب، حمد و نعت۔لاہور:القمر انٹر پرائز ز،۲۰۰۵ء،ص۵۰۳

(۴) ایضاً،ص۵۰۴

(۵) ماہر القادری۔کلیاتِ ماہر (مرتب: ڈاکٹر عبدالغنی فاروق)۔لاہور:القمر انٹر پرائز ز،۱۹۹۴ء،ص۴۵

(۶) کیفی اعظمی۔سرمایہ۔نئی دہلی:معیار پبلی کیشنز،۱۹۹۴ء،ص۲۷۲

(۷) ن م راشد۔کلیاتِ راشد۔لاہور:ماورا پبلشرز،۱۹۸۸ء،ص۱۶۸

(۸) صوفی غلام مصطفیٰ تبسم۔کلیاتِ صوفی تبسم۔لاہور:ماورا پبلشرز،۱۹۹۰ء،ص۶۳

(۹) اختر حسین جعفری۔آخری اُجالا۔لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۸ء،ص۲۰۴

(۱۰) ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابوالفدا اسمٰعیل بن عمر۔تفسیر ابن کثیر، جلد اوّل (مترجم: مولانا محمد صاحب جونا گڑھی)۔لاہور:مکتبہ قدوسیہ،۱۹۹۴ء،ص۶۴ تا ۶۸

(۱۱) تابش دہلوی۔دھوپ چھاؤں۔کراچی:ادب گاہ،۱۹۹۶ء،ص۱۳۲

(۱۲) ثروت حسین۔خاک دان۔اسلام آباد:دوست پبلی کیشنز،۱۹۹۸ء،ص۲۱

(۱۳) فیض احمد فیض۔نسخہ ہائے وفا۔لاہور:مکتبۂ کارواں،س ن،ص۳۳۵

(۱۴) ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابوالفدا اسمٰعیل بن عمر۔تفسیر ابن کثیر، جلد چہارم۔(مترجم: مولانا محمد صاحب جونا گڑھی)۔لاہور:مکتبہ قدوسیہ،س ن،ص۳۴۹ تا ۳۵۰

(۱۵) ن م راشد۔کلیاتِ راشد۔لاہور:ماورا پبلشرز،۱۹۸۸ء،ص۲۸۲

(۱۶) تحسین زہرا۔"ن م راشد کا نیا انسان"مشمولہ حریم ادب۔ملتان:سہ ماہی،اکتوبر تا دسمبر۲۰۰۴ء،ص۱۵۶

(۱۷) ڈاکٹر عارفہ شہزاد۔جدید اردو شاعری میں کرداری نظمیں۔لاہور:الاشراق،۲۰۰۷ء،ص۱۴۲

(۱۸) ساحر لدھیانوی۔ساحر سارے سخن (مرتب: منصور بخاری)۔کوئٹہ:گوشۂ ادب،۱۹۹۶ء،ص۲۱۲

(۱۹) ایضاً،ص۵۴ ۲۰۔ ایضاً،ص۲۵۴

(۲۱) احمد فراز۔شہرِ سخن آراستہ ہے۔اسلام آباد:عکسی پبلشرز،۱۹۸۳ء،ص۲۳۸

(۲۲) انجم رومانی۔کوئے ملامت۔لاہور:مکتبۂ عالیہ،۱۹۸۳ء،ص۳۲

(۲۳) شیر افضل جعفری۔چناب رنگ۔کراچی:حلقۂ اربابِ فکر،س ن

(۲۴) شہزاد احمد۔دیوار پہ دستک۔لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۱۹۹۱ء،ص۴۳۲

(۲۵) شبنم شکیل۔اضطراب۔لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۴ء،ص۱۲۸

(۲۶) محسن نقوی۔برگِ صحرا۔لاہور:ماورا پبلشرز،۱۹۹۸ء،ص۱۹۰